سوال

(13) کیا مردے سنتے ہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ اگر سنتے ہیں تو ((نم کنومة العروس)) والی حدیث کا کیا مطلب ہے؟ مرسلہ: مولوی ابو اسحاق عبد اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ شمسیہ، ویرووال مسجد اہل حدیث متصل تھانہ۔ ضلع امرتسر

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آیت: اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی اور آیت وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مردے سنتے نہیں ہیں اور اسی کی تائید حدیث ((نم کنومة العروس))[1] [دلہن کی طرح سوجا] سے بھی ہوتی ہے، لیکن بعض احادیث صحیحہ سے خاص اوقات و مواقع میں مردوں کا سننا ثابت ہوتا ہے، جیسے حدیثِ انس رضی اللہ عنہ سے، جس میں یہ لفظ واقع ہے:

((إنہ لیسمع قرع نعالھم))[2] (رواہ البخاري)

[وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے]

اور جیسے حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، جس میں یہ لفظ واقع ہے:

((ما أنتم بأسمع منھم))[3] (رواہ البخاري أیضاً)

[تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے]

اور جیسے حدیثِ بریدہ رضی اللہ عنہ سے، جس میں یہ لفظ واقع ہے:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمھم إذا خرجوا إلی المقابر: السلام علیکم أھل الدیار۔۔۔ الخ"[4] (رواہ مسلم)

[جب وہ قبرستان جانے کا ارادہ کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ دعا سکھایا کرتے تھے : ''اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔۔۔الخ'']

پس دونوں آیات مذکورہ بالا اور ان احادیث کے درمیان جمع و توفیق کی صورت یہ ہے کہ مُردے سنتے نہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی خاص وقت یا کسی خاص موقع میں ان کو سنانا چاہتا ہے تو وہ سن لیتے ہیں۔

تفسیر فتح البیان مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب (۸۵/۷) میں ہے :

"وظاھر نفی سماع الموتیٰ العموم، فلا یخص منہ إلا ما ورد بدلیل، کما ثبت فی الصحیح أنہ صلی اللہ علیہ وسلم خاطب القتلیٰ فی قلیب بدر، فقیل لہ : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إنما تکلم أجسادا لا أرواح لھا؟ وکذلک ما ورد من أن المیت یسمع خفق نعال المشیعین لہ إذا انصرفوا" انتھی

[مردوں کے سننے کی نفی کا ظاہری مفہوم اس کا عموم ہے، اس سے صرف وہی خاص ہو سکتا ہے، جو دلیل کے ساتھ وارد ہوا ہو، جیسا کہ صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے ایک کنویں میں پڑے ہوئے مقتولین سے خطاب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسے جسموں سے کلام کر رہے ہیں، جن میں روحیں نہیں ہیں؟ اسی سلسلے میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ مردہ اس وقت رخصت کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے، جب وہ اسے رخصت کر کے واپس لوٹتے ہیں]

فتح الباری شرح صحیح بخاری (۴۰۴/۵) میں ہے :

"قال ابن التین : لا معارضۃ بین حدیث ابن عمر والآیۃ، لأن الموتیٰ لا یسمعون بلا شک، لکن إذا أراد اللہ إسماع ما لیس من شأنہ السماع، لم یمتنع، کقولہ تعالیٰ : اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ الآیۃ، وقولہ : فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا الآیۃ۔ انتھی"

[ابن التین رحمہ اللہ نے کہا : ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اور آیت میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ بلاشبہ مردے نہیں سنتے ہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ اس کو سنانے کا ارادہ کرے، جو سنا نہیں کرتا تو اس میں کوئی مانع اور رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان : اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ [الأحزاب : ۷۲] (بے شک ہم نے امانت کو (آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے) پیش کیا) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے : فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا [حم السجدۃ : ۱۱] (تو اس نے اس سے اور زمین سے کہا کہ آؤ خوشی یا ناخوشی سے)]

اس مسئلے کے متعلق میرا ایک مضمون فتاویٰ نذیریہ (۴۱۱/۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳) میں بھی درج ہے، اس کو بھی دیکھ لینا چاہیے۔

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (۱۰۷۱) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (۱۳۹۱)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (۱۲۷۳) صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۸۷۰)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (۱۳۰۴) صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۸۷۳)

[4] صحيح مسلم، رقم الحديث (۹۷۵)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری]

کتاب الصلاۃ، صفحہ:48

محدث فتویٰ